مثنویاتِ میر بخطِ میر

حضرتِ میر کے دستِ خاص کی لکھی ہوئی چار مثنویاں

مع پیش لفظ

از

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

مرتّبہ

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ (ڈی لٹ اعزازی)

ممبر ساھتیہ اکاڈمی ہند

ناشر

دھومی مل دھرم داس چاوڑی بازار دہلی

یہ نسخہ اپنا جواب نہیں رکھتا۔ خود میر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کسی تحریر کا مدت سے کوئی پتہ نہ تھا۔ کون میر؟ اردو زبان کا سب سے بڑا غزل گو شاعر جسکو اردو زبان کے اکثر صف اوّل کے شعرا نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس امر کا ثبوت کہ یہ چاروں مثنویاں خود میر کے دست مبارک کی تحریر کردہ ہیں اس کاغذ کے رنگ۔ اسکی بناوٹ اور اسکی موجودہ حالت سے ملتا ہے جو اس میں استعمال کیا گیا ہے اس میں جو سیاہی کام میں لائی گئی ہے اور خطاطی کا جو انداز اختیار کیا ہے اس سے بھی اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ بلند پایہ عالموں اور ماہر فن نقادوں نے بھی اس دعوے کی صحت تسلیم کی ہے۔ اس نسخے میں میر کی ایک مثنوی موسومہ جنگ نامہ بھی شامل ہے جس میں اس جنگ کے حالات بیان کیے گئے ہیں جو ایک طرف روہیلوں اور دوسری طرف لکھنؤ کے نواب آصف الدولہ بہادر کے درمیان ہوئی تھی۔ اس میں میر کا ایک چہار رنگینی قلمی مصدق تصویر بھی جو ڈیڑھ سو سال پرانی شامل ہے۔

یہ دور آفریں کتاب **مولٰنا ابوالکلام آزاد** کے تحریر کردہ مقدمے کے شائع کی جارہی ہے اور اس کے مرتب ہیں **ڈاکٹر رام بابو سکسینہ** ڈی لٹ اعزازی۔ موصوف ساہتیہ اکاڈمی ہند نیشنل اکاڈمی آف لیٹرز) پی ای این (انگلستان و ہند) اور ہندوستانی اکاڈمی کے رکن رکین ہیں۔

جو مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف بھی ہیں

۱۔ ہسٹری آف اردو لٹریچر
۲۔ تاریخ ادب اردو
۳۔ یوروپین اینڈ انڈو یوروپین پوئٹس آف اردو اینڈ پرشین (فارسی اور اردو کے انگریز اور افرنگ نژاد شعرا اور ان کا کلام)
۴۔ ہندی پوئٹری آف اردو اینڈ پرشین پوئٹس (اردو اور فارسی شعرا کا ہندی کلام)
۵۔ سیالزم اینڈ لٹریچر (رمزیت اور ادب)
۶۔ ماڈرن اردو لٹریچر (تین جلدیں) جدید اردو ادب (تین جلدیں)

مثنویاتِ میر بخطِ میر

حضرت میرؔ کے دستِ خاص کی لکھی ہوئی چار مثنویاں

مع پیش لفظ

از

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

مرتبّہ

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ (ڈی لِٹ اعزازی)

ممبر ساہتیہ اکاڈمی ہند

ناشر

دھومی مل دھرم داس چاوڑی بازار دہلی

فہرست مثنویات

شبیہ حضرت میر

پیش لفظ

از قلم، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

مُرقع شعرا (نگارخانۂ شعرائے اردو)

ومطبوعات میر بخط میر

فارسی شاعری کے قدر دانوں نے ایران اور ہندوستان میں ایسے تذکرے اور مرقع تیار کرائے تھے جن میں ہر شاعر کے حالات اور کلام کے ساتھ اسکی تصویر بھی کھنچوا کر شامل کی گئی تھی۔ شاہ عباس صفوی کے عہد کے مشہور مصور رضا عباسی کے حالات میں لکھا ہے کہ اُس نے اپنے عہد کے بڑے بڑے شاعروں کی تصویریں کھینچ کر ایک مرقع میں جمع کی تھیں۔ رضا عباسی کی بنائی ہوئی تصویریں بڑی تعداد میں یورپ کے قدر دانوں کو مل چکی ہیں۔ پیرس اسکی تصویروں کی نمائش اور خرید و فروخت کا مشہور بازار تھا۔ جو تصویریں لوگوں کو ملی ہیں، ان میں کئی تصویریں ایسی ہیں جنکی نسبت قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شاید شعرا کی ہوں۔ مسٹر ایف۔ آر۔ مارٹن نے ایران، ہندوستان، اور ترکی کی قدیم تصویروں کا جو ضخیم مجموعہ تین جلدوں میں شائع کیا ہے، اس میں رضا عباسی کی یہ تصویریں دیکھی جا سکتی ہیں۔

شاہجہاں کے عہد کا ایک صاحب علم امیر ظفر خاں تھا، جو پہلے کابل کا پھر کشمیر کا گورنر ہوا۔ یہ خود بھی شاعر تھا اور شاعروں کا بہت بڑا مربی اور قدر دان۔ مرزا صائب جب تک ہندوستان میں رہے، اُسی کے دامنِ دولت سے وابستہ رہے چنانچہ اُسکی مدح میں اُنکے قصائد ہیں؛

کلاہ گوشہ بہ خورشید و ماہ می شکنم
بہ این غرور کہ مدحت گرِ ظفر خانم

اسی ظفر خاں کے حالات میں صاحبِ مآثر الامرا نے لکھا ہے کہ اُس نے شعرا کا ایک تذکرہ اس طرح کا تیار کرایا تھا کہ ورق کی ایک جانب شاعر کی تصویر تھی اور دوسری جانب اس کا کلام خود اُس کے قلم سے لکھا ہوا۔ صائب، کلیم، قدسی، سلیم وغیرہ کی تصویریں یقیناً اس تذکرہ میں ہونگی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اردو شاعری کے بعض قدر دانوں نے بھی اس طرح کے باتصویر تذکرے مرتب کرائے تھے۔ چنانچہ ایک فارسی تذکرے کے چند اوراق ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کو مل گئے ہیں جنھیں دیکھ کر مجھے تعجب انگیز مسرت ہوئی۔ اس تذکرے میں یہ التزام کیا گیا تھا کہ ورق کی ایک جانب شاعر کی تصویر درج کی جائے، اور دوسری جانب مختصر حالات اور کلام۔ یہ وہی طریقہ ہے جو ظفر خاں نے اختیار کیا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ شاعر کا کلام اس کے قلم سے لکھا ہوا نہیں ہے۔ صاحب تذکرہ کا انتخاب ہے۔

افسوس ہے کہ یہ تذکرہ کے متفرق اوراق ہیں۔ ابتدائی اور خاتمہ کے اوراق ضائع ہو گئے، اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ تذکرہ کا مصنف کون ہے، کس زمانے میں مرتب کیا گیا اور کتنے شاعروں کی تصویروں پر مشتمل تھا؟ اوراق جو ملے ہیں، دس ہیں، اور حسب ذیل شاعروں کی تصویریں ان میں درج ہیں:-

۱- فدوی لاہوری
۲- مصحفی
۳- حسرت
۴- مرزا مظہر جانِ جاناں
۵- مضطر
۶- پروانہ
۷- تسلی
۸- میر تقی میر
۹- مرزا قتیل
۱۰- ضیاء

مضطر، پروانہ، اور تسلیؔ اُس عہد کے ہندو شعرا ہیں۔ ان کے حالات مصحفی کے تذکرہ میں بھی ملتے ہیں۔

اگر تذکرہ کے اِن اوراق میں اور کچھ نہ ہوتا۔ صرف میر تقی میر اور حضرت مرزا مظہر کی تصویریں ہوتیں، جب بھی انکی غیر معمولی قدر و قیمت کا ہمیں اعتراف کرنا پڑتا۔ کیونکہ اردو شاعری سے رسم و راہ رکھنے والا کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو میر صاحب اور مرزا صاحب کی زیارت کا خواہشمند نہ ہو۔

اسی بنا پر میں نے رام بابو صاحب سے کہا کہ وہ اِن اوراق کو پورے اہتمام کے ساتھ چھپوا کر شائع کر دیں تاکہ تمام اصحاب ذوق انکے مطالعہ سے خوش وقت ہو سکیں۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اب یہ اوراق چھپ کر آ گئے ہیں، اور تمام تصویریں جس طرح اصل میں تھیں، ٹھیک اسی طرح نقل میں بھی نمایاں ہو گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مجموعہ عام طور پر مقبول ہوگا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا سوال جو پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس تذکرہ کا مصنف کون ہے؟

مرزا مظہر جان جاناں کے حالات میں لکھا ہے:

"اس نگار خانہ میں صرف انھیں حضرات کے حالات اور تصویریں درج کی گئی ہیں، جن سے میں ذاتی طور پر دوستی کا رابطہ رکھتا ہوں یا کم از کم کبھی اُن سے ملاقات ہو گئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب اس دائرہ میں نہیں آتے تھے، لیکن چونکہ میرے بھائی چھیتر مل کے مرقع میں حضرت مرزا صاحب کی شبیہ دیکھی گئی جو انھوں نے بڑی کوشش سے بہم پہنچائی تھی، اسلئے میری طبیعت عقیدت اندیش نے یہ بات گوارا نہ کی کہ اس شبیہ سے یہ نگار خانہ خالی رہے چنانچہ اسے بھی درج کیا جاتا ہے۔"

اس بیان سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ اس تذکرہ کا نام غالبًا "نگار خانہ" رکھا گیا تھا، جو ہر طرح سے موزوں ہے۔

۲۔ مصنف کے بھائی چھیتر مل نام کے ایک شخص تھے۔ یہاں بھائی کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حقیقی بھائی تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رشتہ اور برادری کے بھائی تھے۔ بہر حال بھائی تھے، اور انھوں نے بھی وقت کے شاعروں کا ایک مرقع تیار کرایا تھا، اور مرزا صاحب کی تصویر بڑی کوشش کرکے حاصل کی تھی۔

۳۔ مصنف ہندو ہیں۔ کیونکہ انکے بھائی چھیتر مل تھے۔

پھر دوسری جگہ لالہ کنور سین مضطر کے حالات میں لکھا ہے:

"برادر بجان برابر عزیز کرپا دیال عرف لالہ کنور سین مضطر خلف دیوان دیبی پرشاد قوم کائستھ سکسینہ فقیر سے بہت ربط رکھتے ہیں۔ یہ ربط محض قرابت ہی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ہم فنی کی وجہ سے ہے۔"

یہ تصریح بہت صاف اور غیر مشتبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصنف کائستھ سکسینہ تھے کیونکہ صاف لکھتے ہیں کہ لالہ کنور سین قوم کائستھ سکسینہ سے میری قرابت ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ تقریبًا کس عہد میں یہ تذکرہ مرتب ہوا ہوگا؟ مصنف نے مرزا مظہر کے حالات لکھے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ ۱۱۹۵ھ ہجری میں انھوں نے شہادت پائی، اس لئے ظاہر ہے کہ یہ تذکرہ اس زمانے کے بعد لکھا گیا ہے اور یہ عہد ایسا ہونا چاہیئے جبکہ مصحفی، حسرت، قتیل اور میر بقید حیات تھے۔ میر صاحب نے بڑی عمر پائی اور ۱۲۲۵ھ ہجری تک زندہ رہے، مگر دوسرے اشخاص اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ تذکرہ اٹھارویں صدی کے آخری برسوں یا انیسویں صدی کے اوائل میں مرتب کیا گیا ہو۔

تصویروں کو اس نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ فن مصوری کی خوبیوں کے اعتبار سے انکا کیا درجہ ہے؟ کیونکہ جس زمانے میں یہ تصویریں کھچوائی گئی ہیں، وہ ہندوستانی فن مصوری کے غایت درجہ تنزل کا زمانہ تھا، اور اعلےٰ درجہ کے مصور ناپید ہو چکے تھے۔ ہندوستان میں کاغذ کی مصوری ہمایوں کے آخری عہد میں شروع ہوئی، جہانگیر کے عہد میں عروج و کمال تک پہنچی، اور شاہجہاں کے عہد میں ختم ہو گئی۔ اسکے بعد جو مصوری رہی تھی، وہ فن کی مصوری نہ تھی، بازار کی مصوری تھی، اور ایسے ہی بازاری مصور لکھنؤ میں بھی تھے۔ بہرحال فن کے لحاظ سے یہ تصویریں جیسی کچھ بھی ہوں، لیکن نوعیت کے اعتبار سے خام کار مصوروں کی کھینچی ہوئی نہیں ہیں۔ پختہ قلم کی ہیں یعنے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منجھے ہوئے ہاتھ سے نکلی ہیں۔

میر صاحب تصویر میں بوڑھے دکھائی نہیں دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چالیس پچاس برس کی عمر ہوگی۔ ڈاڑھی چڑھی ہوئی ہے، اور یہ اُس عہد کی عام وضع تھی۔ علما و مشائخ کے علاوہ بہت کم لوگ نیچی ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔ لباس وہی ہے جو آصف الدولہ کے زمانے میں لکھنؤ کا تھا۔ نیچی چولی کا انگرکھا اور دو پلی ٹوپی۔

مولوی محمد حسین آزاد نے آبِ حیات میں میر صاحب کے ورودِ لکھنؤ کی ایک کہانی لکھی ہے جس میں اُنھیں وہی لباس پہنا دیا ہے جو میر انشا نے دریائے لطافت میں میر غفر غینی کے لیے تجویز کیا تھا یعنے بڑے گھیر کا جامہ، پورے ایک تھان کا کمر بند، اور کھڑکی دار پگڑی سر پر۔ انھوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ اس کہانی کا ماخذ کیا ہے؟ بظاہر یہ کہانی بھی اُنکے ذہن و تخیل کی ویسی ہی نقش آرائی ہے جیسی نقش آرائیاں انھوں نے جا بجا شاعروں کے حالات بیان کرتے ہوئے کی ہیں۔ میر صاحب نے اپنے قطعہ میں کہا تھا:

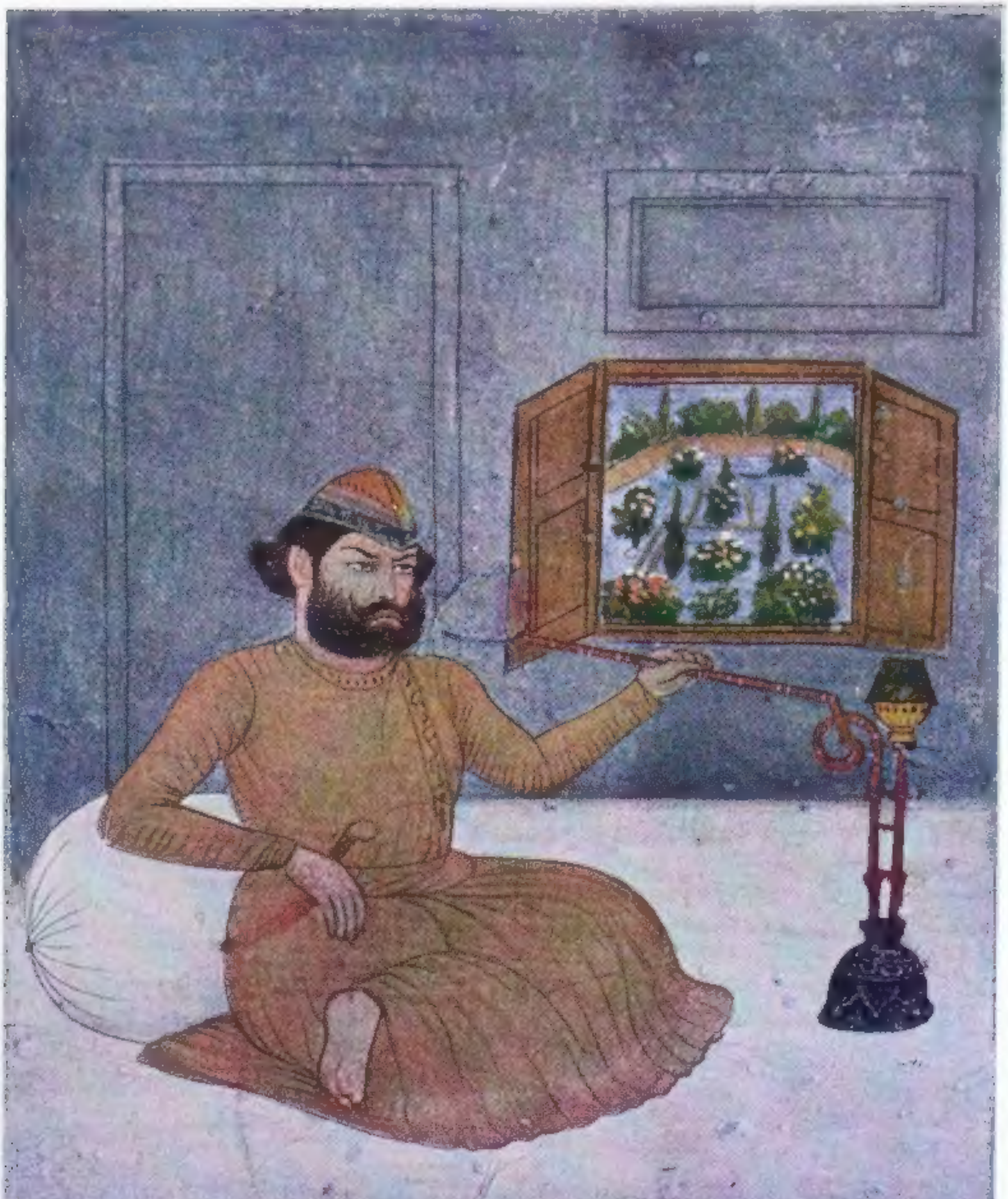
کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو   ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے

اس شعر کو سامنے رکھکر انھوں نے ایک کہانی تیار کر لی کہ میر صاحب کی وضع قطع ایسی تھی جسے دیکھکر لوگوں کو بے اختیار ہنسی آ گئی تھی، حالانکہ شعر میں جو کہا گیا ہے کہ "ہنس ہنس پکار کے" تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ لوگ واقعی ہنس رہے تھے۔ محض اپنی اجنبیت کی حالت کو ظاہر کرنے کے لئے شاعرانہ طریقہ پر ایک بات کہدی ہے بہر حال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کہانی اصلیت پر مبنی ہے یا محض ظن و گمان کی پیداوار ہے۔ اگر یہ واقعی کوئی اصلیت رکھتی ہو، تو پھر میر صاحب کی اس تصویر کو دیکھنے کے بعد ہم یہی خیال کر سکتے ہیں کہ جب وہ لکھنؤ آئے تھے تو قدیم وضع کے لباس میں تھے مگر قیام کے بعد انھوں نے وہی وضع اختیار کر لی تھی جو تصویر میں نظر آ رہی ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں ہندوستان کے اکابر مشائخ طریقت میں تھے، اور اس درجے کے آدمی تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے اُنکے علم و بصیرت کے بلند مقام کا اعتراف کیا تھا۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ میری نظر صرف ہندوستان کے اندر ہی محدود نہیں ہے بلکہ بلاد عرب و حجاز کی بھی خبر رکھتا ہوں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ آج اس درجہ کی شخصیت ناپید ہے۔ شاہ صاحب کا یہ اعتراف دراصل اس حقیقت پر مبنی تھا کہ شاہ صاحب کی طرح مرزا صاحب بھی تقلید شخصی کی بندشوں سے آزاد ہو چکے تھے اور فکر و نظر کا مجتہدانہ ذوق رکھتے تھے ——— مرزا صاحب کا مقام اس سے بہت بلند تھا کہ شاعروں کی صف میں انھیں جگہ دی جاتی، لیکن انکے ذوق کی جامعیت نے انھیں اس میدان میں بھی سربلند کر دیا۔ وہ فارسی کے کہنہ مشق شاعر اور اردو شاعری کے مسلّم مصلح تھے۔ ہمیں انکی شاعری کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اسی کی بدولت ایک شاعر نے انکی تصویر بہم پہنچائی اور آج اس نگار خانہ میں ہم اُسے دیکھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کو میر صاحب کی ایک غیر مطبوعہ مثنوی خود اُنہی کے قلم کی لکھی ہوئی بھی مل گئی ہے اسے بھی وہ شائع کر رہے ہیں۔

سخن گوئے مقبول شاہ و وزیر
فلک مرتبت میر روشن ضمیر



میر میر محمد تقی

(سخن گوئے مقبول شاہ و وزیر فلک مرتبت میر روشن ضمیر)

[illegible]

ترا عاشقوں نے تو عجب اتفاق
کوئی زار باران [illegible]

کہیں برق سا جل کے [illegible]

غرض عشق کا ہر طرف [illegible]

بہت عشق میں [illegible] ہوئی
بہت خاک میں [illegible] ہوئی

بہت جان ناکام [illegible]
تمنائے دل ساتھ لیتے گئے

جو ہو عشق عارض تو [illegible]
محبت تو [illegible]

کہیں بادشاہ [illegible]
کہیں [illegible]

بہت اہل اسلام کافر ہوئی
بہت اول عشق آخر ہوئی

محبت ہے [illegible] عجیب
فسانہ ہے اس کا عجیب و غریب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چمن سے عنایت کے یا دام وار
الٰہی زباں دے مجھے نغمہ زار

صفت عشق کی تا کروں میں بیاں
زباں عشق ہی کا ہے جس سے ہے تر زباں

عجب عشق ہے مرد کار آمدہ
جہاں دو دو اس کے ہیں بیم زدہ

جہاں جنگ صف کی یہ ظالم لڑا
صف الٹی جہاں ایک مارا پڑا

اگر لوگ مارے گئے سربسر
ولے فتح اس کی ہے پیروز تر

کوئی کشتنی جو طرف ہو سکے
تو تیغ اس کی تلف ہو سکے

جہاں جس کسو سے یہ آگاہ ہے
وہیں اس کے تا توفیق ہمراہ ہے

کسو سے اگر ہو گئی لاگ سی
دل و دیں میں اس کے لگی آگ سی

ہوا ملتفت یہ کسو پر کہیں
تو نام و نشاں اس کا پھر واں نہیں

وفاق اس کا نکلا سراسر نفاق
پڑا عاشقوں کو عجب اتفاق

جواں ایک ایک ہوئے عشق میں
بہت گھر خرابہ ہوئے عشق میں

بہت عشق میں لوگ رسوا ہوئے
بہت خاک میں مل کے یکجا ہوئے

گئے دشت میں سنگ قندر ہوئے
کہیں ایک شہروں میں پھر کر ہوئے

زمرغ چمن ہی کا ہے نالاں و زار
لگے داغ یکسار سے لالہ سار

کسو کو لگا تیغ غم سے خوں ہو گیا
کسو کو لگے سے جنوں ہو گیا

کوئی زار باراں بہت رو چکا
کوئی برق ساجل بجھا ہو چکا

ہوا عشق کا ہر طرف شور ہے
ہی ادوار نظروں میں ایک ایک زور ہے

بہت جان ناکام دے ہی گئے
بہانے سے دل ساتھ لیتے گئے

بہت جرم الفت پہ مارے گئے
ہوا عشق بازی کا مارے گئے

ہوئے خانداں ایک کے ایک خراب
جواں جوں جوانی کے آیا شباب

کیا عشق جس جان ان مرتا ہے
یہ جیون ہی کا انتظار کرتا ہے

یہی درد ہے درد چارا نہیں
کہ عشق سے جی سے چارا نہیں

دوا عشق کی سخت نایاب ہے
ہر اک عاشقاں سنگ کا باب ہے

جو ہو عشق عارض تو پھر یاس ہے
عبث کو کرو دوا جی کا پاس ہے

کوئی عشق کر زار ادھر تھا اُدھر
لگے نیک سے عشق بھی صورتی پر

نہ واں ہم کو دل سے شیدا مات ہے
خرابات جانا کرامات ہے

کہیں عشق نے آرزو کر لیے
لگے جو پڑی عاشق ہوا تو گئے

کہیں بسمل تیر یار مرنے لگے
کہیں لوگ دشوار مرنے لگے

کہیں کام ان ہیں کئے ہیں عجیب
فسانہ ہوئی بزم عیش و طرب

کہیں یاد اشتراک سے وارث ہیں
کہیں اس سے وارث وارثیں

یہی

بہت اہلِ اسلام کافر ہوئے
بہت اول عشق آخر ہوئے

محبت ہے نیرنگ ساز عجیب
فسانے ہیں اس کے عجیب و غریب

مسلمان ہو تو عشق میں بر
کہ یہ عشق ہے تجھ کو دین ایمن
یہی عشق تجھ کو حاصل ہے کام
یہی عشق ہے جس سے نکلا ہے نام
حکایت ہے عشق کی حکایات میں
کہ انسان بے اسکی لذات میں
سجھ یہ نہ نادان کو دین
جہان میں ہے عشق اور کچھ نہیں
الہی عشق لے اور یہ سینہ
یہی عشق لے نا امیدان امید
جوان خوشی ہر کار ہر
بہت حسن کا اور ... کار
یہ صورت یہ طاعت یہ دامان پاک
نہ دامن یہ ... کل کردو خاک
محبت ہے ... اہل صلاح
... اور یہ اور ... فلاح
یہ عشق ہے عقدہ دل ہے یہ
یہ عشق حلال مشکل ہے یہ
یہ ... رہتا نہیں
... کوئی کہتا نہیں
کبھی الکو ... یا ... محاذ
کبھی ان ... حیران ... صاف
الہی محو ... ودون
الہی ... العشق
... دو چار
یہ دریای حسن اور ...
... کا کہوں
خیالے ... اور ...
رباطی ... عشق میں
... عشق ہی
... نقاوت خراب
... حجاب
عرض ... بیمار
... صلوات
... ایجاب

لیا کاہ کا کوہ سے کہیں کہیں
بلائے کہیں آسمان و زمیں

کہیں پڑ گئے اس سے فتنہ فساد
رہے زیر شمشیر حسد سے زیاد

یہ عالم کا آشوب ہے دیر سے
میرا در خطر کہ ہے اس شہر سے

ہوئے عشق میں زہد کیشاں خراب
رہے دل شکستہ پریشاں خراب

اٹھا عشق کا شور عورت گزیں
گئے دشت گردی کو کر ترک دیں

ہوا عشق سے مجلس حال دہر
تواجد لگے کرنے شیخان شہر

کیا عشق میں ترک صوم و صلوٰت
گئے اہل مسجد ہوئے سومنات

مسلماں ہوئے عشق میں برہمن
گئے کعبہ کو چھوڑ دین کہن

نہ سبحہ نہ زنار نے کفر و دیں
جہاں سب ہے عشق اور کچھ بھی نہیں

محبت کے ساغر کش اہل صلاح
یہ بے ہوش دارو ہے ان کی فلاح

کوئی ہوش میں اپنے رہتا نہیں
ہر ایک چپ ہے کچھ کوئی کہتا نہیں

رباطی ہیں خانہ سیہ عشق میں
مصلے ہوئے ان کے یہ عشق میں

ہمہ خاندان اتقاوت خراب
خرابے سے ہیں بے اتقاو خراب

یہی عشق ہے جس کا حاصل ہے کام
یہی عشق ہے جس سے نکلا ہے نام

اسی عشق سے روسیہ رو سپید
کہیں عشق سے ناامیداں امید

یہی عشق ہے عقدۂ دل ہے یہ
یہی عشق حلال مشکل ہے یہ

کہیں اس کو لڑنے سے پایا معاف
کہیں ان نے میداں مارے ہیں صاف

کہیں مومنانہ ہے درد دیں
کہیں کافرانہ ہوا ہے یقیں

غرض عشق ہے طرفہ نیرنگ ساز
کہیں ناز گیر کہیں ہے نیاز

شروع قصہ

حکایت ہے عشقی حکایات میں
کہ افغاں پسر ایک گجرات میں

جواں تو خوش بر کار پرہیزگار
بہت حسن کا اس کے وہاں اشتہار

یہ صورت یہ طاعت یہ داماں پاک
نہ دامن پہ مانند گل گرد و خاک

اگر ہووے حور بہشتی دوچار
تو دریائے حسن اس کے ڈھونڈے کنار

دگر آگے سے ہو پری کا گذر
حیا سے نہ اس پر کرے یک نظر

رہے محو پاکیزگی و صلوات
نہ ہو ترک ہرگز بھی واجبات

مناسب

[illegible]

تناسب بہت اس کے اعضا سے خوب
سراپا میں دیکھو تو ہر جا سے خوب

خوش اندام و خوش رو و پاکیزہ خو
کرو وقت رفتار تھا سب وضو

جوانی کا ہنگام طاعت کا صرف
لب سرخ پہ جز درودوں کا حرف

حیا کو سیاہی سے پلکوں کی آہ
نکلتی تھی باہر نہ کاسے نگاہ

بہت پاک دامن معیشت ہوئی
لطافت نزاہت میں بیحد ہوئی

کہ ناگاہ وہ اس راہ ایک زن گئی
جیون پر قضا جانے کیا بن گئی

جواں کی نظر سے شکل جا پڑی
وہ شرمانی اٹھا اس کے اوپر پڑی

یہ دل مشتعل ناشکیبا ہوا
دل اطراف تانی بھی بے جا ہوا

حیادار تھی زن لگی آپ بجھ
وفادار تھا یہ رہا دیکھتا وہ

کیا چند شرم و وفائی کا پاس
الم رہتے دونوں کے دل میں اداس

کئی دن میں بے درد زن آنے لگی
لگے پانی اس راہ جانے لگی

نگاہیں ہوئیں بیچ میں بد ہوئی
محبت کا دو دو لے پانی بھرے

یہی مردوں دکھا دیا جاری
دلوں کا کروں کس سے اظہار کی

جیون میں شب و روز آزار ہے
وہ پاس ان کا ظاہر کا کرتا رہے

بے جوڑ یک دونوں نا کام عشق
ہوا یوں پر جھوٹا نام عشق

دلایا یوں یہ الفت کریں
یہ پیار دل ابھار الفت کریں

بچی لب پر مشق جرات کریں
نگاہیں نظر میں نہیں الفت بھری

وردو بام پہ پڑیں حسرت بھری
کھڑے دل بہن نگاہیں تھا

وہ دوڑا ہے پردہ میں ساز دل
دکھلا کوئی نغمہ راز دل

کہیں درد و دل سے دکھو نہ پایا
ورنہ کہیں اوران تھا جاب

شب و روز دونوں کو صورت نشان
شب و دار دونوں ہی پرچھ نیسان

بہم چھپی ادا وہ عرض ضبط
کہ جاندار ہی نہیں کا ربط

ہم آہ انگریزی پہ مر ضبط
کو جانا دوا سے پیدا ہیں کا ربط

پیا انہیں آتی پردہ میں ساز دل
کھوا وہ اٹھا لو دم سرد ہو

کہیں نکلتے تانہ یہ درد ہو
دلوں میں جو تھی چاہ وہ خوں ہوئی

ترقی سے شوق جنون ہوئی
دلوں میں بپا ہو گیا میر ارجی

وہاں پہ میسر جو تھی کاری
یہاں آگ کی جانب لگی دل ہیت

کہ تھا شہر میں کام مشکل بہت
سب ان کے ساگست و سرابیں نظیر

کہیں ہیں حسرت اگر میں بگید چار اور
محبت سے شکوہ و شکایت انہیں

سب ان سے حرف و حکایت انہیں
کیا یہ بھی دونوں دلوں میں کا جون

ادا سے ہو سکے دونوں سے صبر و سکون
صبا سے پیام یہی دوطرفین کے پیام

کہا اے باد خوش یہ بعید از اسلام
خیالات طبع کے جاتے نہیں

قرار و سکون دل آنے نہیں
شب و روز دل بتاتے میان اضطراب

کیا شوق نے کام لو کیا خراب
کوئی طور لے کا اپنا اور

ناچار دم سے ہو بیدار کر
پیام ایک کا ایک کو اسی بادرم

کہا اس محبت نے کچھ بھی نہ شرم
تن زار سے جان کیوں کر بچے

بچھڑ میں ہو تو وہ دونوں ایک پیچ

[illegible] نوجوان تا امید [illegible]

[illegible] دل

کوکلکوزینه نکه چاره دل

[illegible] دل وای دل

کوکله چاه زنخ تیر ایله

مبادا که دوشه زنخ چاهنه بار

کوکلم انداز بر چاه [illegible]

صبا [illegible] جاننه [illegible]

[illegible] انکله نکودیکی [illegible]

[illegible] وروانی [illegible]

[illegible] ابروسی [illegible]

فریب [illegible] تا [illegible]

صبا [illegible]

تا کی [illegible]

[illegible]

ملاقات کا رکھتے کچھ نہ خیال
رہے کیونکہ جاں نا امید وصال

اگر دیکھیں نہ آنکھوں کو تو اس طرف
دگر دیدہ ہم بیمار ہے سو اس طرف

اسے دیکھنا ہی کیا ہے ارمان بھی
ادھر اپنی چلی جائے ہے جان بھی

کچھ اس شکل کا مرنے میں ہے بڑا ستم
کیا عشق یا جبر ہم نے ستم

نہیں صبر آرام سے اس کو بل
ہوا لگ جگر یک بھر ہی کا

کسو کو کسو سے نہ ہو جائے لاگ
کہ آخر لگا ہے سینے میں آگ

کسو کو کسو سے نہ لگ جائے دل
کہ اپنا پرائے کے ہاتھ دے دل

کسو کی نہ اچھی لگے کوئی آن
کہ جاں اپنا ناحق دیجے نہ دان

کسو سے نہ مجبور ہو کچھ جاں بیاں
کہ ہو دل کے عقدوں کی وا استحال

کسو لالہ رخ کا نہ اٹھے نقاب
کہ ہو دل داغ دو کو دو مدد آفتاب

کہ آزادہ ہو دست سے دردمندی
کہ سرے یا دامن سے کھینچے کمربندی

زبانہ تھا اس آگ کا کیا دراز
ہوئی دو نو بے تابوں کی جان گداز

پڑی آگ وہ دل جگر جل گئے
جگر دل تو بیل دو نو گھر جل گئے

ہوئی آتش عشق آخر بلند
جگر دل ہوئے دو نو اس کے سپند

مریض شدہ
مردن شوہر آن زن
و سوختن او با شوہر خویش
بہ رسم ہندوان

[illegible]

جھٹکا آئے گا اور کہ اضطراب

کر چکی ہے طاقت ہی تعلق تاب

[illegible]

کیا لوگوں نے اور [illegible]

کوئی دم میرا [illegible] استغفار

[illegible] بیقرار

[illegible] تو ادھر نظر

[illegible]

ہوا ایک سال اس شور سے وہ مرض
نہایت ہوئی تپ طول و عرض

نشست ہوا تپ کا دل کے بیچ
پہنچی وہ رفتہ رفتہ دق و سل کے بیچ

حراری سے تن ہو گیا زار زار
ہوا خشک ہو کر وہ بیمار زار

بدن کاہ سا رنگ کاہی ہوا
بہت حال اس کا تباہی ہوا

وہ دل پر بھی جو وہ رفتنی کر رہا
بکھر کر گئے دم ہوا ہو گیا

فا بنی ظاہری ہو بہ ہو چکا
اسے دارو درمیں بہت درد ہوا

جلانے کی تیاری کرنے لگا
چلی ان کی بھی آس کھا اس کا لگا

کھلی دعویٰ سوختن میں زباں
کیا پاس ظاہر سے نقصان جاں

رسیدن چو بر سوختن زن بان عاشق
وگر بار دیدار آن پا سوختہ اندو سبت الفات

لگی جلنے چھوڑا انداز اسرار کو
خبر بھی اس او ترک الفت اس کو

اٹھا واں سے بیتاب آیا چلا
اسے دیکھ جلتے بہت ہی جلا

جھکا آگ کی اور کر اضطراب
کہ جی میں نہ طاقت تھی مطلق نہ تاب

کیا ہم کو کیا گرمی ہوا اس گھڑی
نظر اس کی جلنے پہ جو اس پڑی

کیا اسے ہو تو جلا او ہم
تسلی کرو جو ہمیں یاد ہم

یہ بیتاب تھا آگ پر پھر گیا
پتنگا تھا اس شعلہ پر گر گیا

لگا آگ سے اٹھ کہنے انگار سا تھ
وہیں پانچ جانے لگے آسماں ہاتھ

چلا ادھر جلا لے سب اس کو دیکھ
ہوا گرم ہنگامہ ایک اور دم

کیا لوگوں نے اس سے سر پیچ وہم
ہوئی شہر میں شور کی دھوم

قدم آگے چل کر وہ آتش جاں
ہوا اس میں بھی ان کی اودہستاں

لعب کشتی ہوں میں آتش تیز کا
اسے قصہ تھا میر خونریز کا

لگا آگ گرمی کی ہم نکال
کیا آگ میں جلنے کا اب خیال

نہیں متصل راہ جلنے کی تاب
کہ ہو نام سوز آگ کا ہی کباب

پڑی جھوک سا اس پہ پھر ایک
جو دم پھر سے آگ لگا کے جا

گئی دم مرا گئے انتظار
گری آگ سے ہوں بلند و زار

زوفقت کیا سب نے بیزار جان
کیا واقعی رنج کھینچا بے غیرت

زمانہ گزرا ہے رابع راہ عشق
رکھیں ہے عجیب جذب جانکاہ عشق

جز آتش نہ گرمی در بے طاقتی
بہانے ہیں سب جذب بے اتفاقی

عجب ہے تو نظر آتے ہیں کار عشق
نہیں سمجھا جاتے ہیں اسرار عشق

اٹھاتے کو کیتے تو کیا ہے تھا
دل اس کا ادھر ہی چلا جاتا تھا

اگر ایک میں کھینچ تو ادھر نہ
ہوئی شاک مشہور دل کا ادھر

کیا منظور اور کو وہ دن تھا
نظر آئے کیکی دیکھیا [illegible]
خراماں خراماں [illegible] ویران
[illegible] دیکھا جلوہ تھا
[illegible] رنگ دو گل کا [illegible]
[illegible]

اب نواب [illegible] پور آیا
[illegible] انتظار [illegible]

یا الٰہی [illegible] جنگلی [illegible]
دیکھ کر کوئی تھوڑی تھوڑی [illegible]
[illegible]
تیغ [illegible]
مر [illegible] نہیں ہے کہ [illegible]
تھا تو ایسے شجاعت [illegible]
ساعت جنگ تا قیامت [illegible]

بعض تخریب ایک آسمی ہے
[illegible] وزیر کوہ وقار

صاحب ایک امیر اور سکے جا آیا
جنسے الیے بلا کو جھنوایا
توپ [illegible] کر چلے تلوار
جھیل کر زخم [illegible] کر دلدار
سہیل سردار [illegible] بیچارہ مرتا
الله الله تیرا جگر کیا
[illegible]
تھا او نہوں کا جہاں ثبات با

کیا منتظر اس کو وہ دن تمام
نظر ایک کب دیکھا ہے کہ شام

خوباں چمپاں آتی ہے وہ پری
وہی ناز و عشوہ وہی دلبری

وہی صورت اس کی ہے جلوہ نما
وہی رنگ رو گل کا غیرت فزا

اسی طرز و انداز و چوڑیاں کے ساتھ
اٹھایا ہے ہاتھ اپنی پی کے ہاتھ

گئی اس طرف لیے بعد [illegible] بھی چل
نظر کرنے تھے واقعہ سب ہی بھی

وے ناعیت کا کس کو جگہ
کہ حیران سب رہ گئے دیکھ کر

کیا عشق کیا جانیے کر کیاں
ہوئے جانے جانے بنظر [illegible] نہاں

ہوئے تھے بہت لوگ گرم سراغ
کہیں نے نہ پایا نشان غیر داغ

تھوڑا شاید
کہ میرا اب عشق کی گفتگو
قلم اور کاغذ کو رکھ دو بھی تو

فسانے میں ایسی ہزاراں ہزار
یہی سرگذشت و نوں کا ہے سرگرم کار

بہت خاک جل جل کے یہاں ہو گئے
یہ عشق میں جی بہت کھو گئے

غرض ایک ہے عشق بے خوف و باک
کیے دونو معشوق و عاشق ہلاک

فقیر میر تمت تمام شد در منزل دریا باد
روز شنبہ تاریخ سلخ بعد از دوپہر

جنگ مغلوبہ

۱۲-۱۳

جنگ نامہ

اب کے نواب [illegible]
[illegible] اس طرف خدا لایا

[illegible] وہ پیش [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

بازی [illegible] اس بار
[illegible]

[illegible]
[illegible]

جمع افغان [illegible] اس جا
ایک سپاہی [illegible] جنگ نام [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] وزیر کو وہ وقار
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

گورے کالے جدا جدا کیا تھے
دونو مردم گیا سے یکجا تھے

[illegible] ہونا تھا
دیکھا [illegible] جانا

لائی بیہودی [illegible] تو ہم نہ تھا
ہو کے [illegible] جی [illegible] ہوا

رام ہو رہی ہے اس کی وہ نہ سکا
وہ خدا [illegible] بات نہ سکا

لطف کرتے امید وار ہوں ہم
رحم کرتے گناہ گار ہوں ہم

نام [illegible] کے وقت [illegible]
یا [illegible] جدا [illegible]

سو جگہ دل میں جو ارادہ کی
[illegible] جو حرام زادہ کی

شکر ہے اس کا ہمت رہے
[illegible] لیکن رہے

[illegible] جاتی ہے [illegible] راہ گزار
[illegible] ظلم شعار

منہ وہ [illegible] با وجود جفا
تم ہو صاحب امید وار عطا

معرفت اپنے جا کی لائے
[illegible] خبر میں [illegible]

[illegible] نکال دیا
رنج کر [illegible] ٹال دیا

نہ کہا [illegible] بہلوئے یار
[illegible] تیری [illegible] یار

عادت [illegible] لائے
[illegible] بلائی

وہ جو [illegible] لے اپنی
[illegible] جیسی اپنی

عجز کی راہ سے کیا پیغام
ہم بھی نواب کے کمینہ غلام

ذات نواب کی کرم [illegible]
کیا صاحب کو [illegible] عزت

[illegible] چاہتا کہ آپ کو ماری
[illegible] ماری

[illegible] عمر بھر
[illegible] کون کو [illegible] نہ ہوتا
[illegible] ایک [illegible] ہوتا

[illegible] جنگل
وہی نا پایاب [illegible] نکل

وہاں [illegible] الٹی [illegible]
[illegible] زور [illegible]

[illegible] پہچا دی
[illegible] اٹھا دی

[illegible] لکا کر [illegible]

جگر معلوم ہے [illegible]
[illegible] رہتے

خواب غفلت سے جو چونکا وہ نہ جاگا
دست [illegible] کیا [illegible] کا

کیا وہاں [illegible] الباب
[illegible] آیات [illegible] آب

ہم غلام [illegible]
[illegible] خدمت [illegible] کام

کو [illegible] حضور [illegible] حکم
موجب [illegible] حکم

دادا صاحب [illegible] جا
[illegible]

[illegible] اور [illegible] باطل [illegible]
آپ بھی وہ [illegible] جاہل تھا

عاقبت [illegible]
کیا [illegible] بیچا

جنگ منظور تھی انھیں باہم
مرتے تھے دو نو اور لڑے وہ نہ ہم

نواب غفلت سے جو کہ اٹھا جاگا
دست پاچہ ہوا گیا بھاگا

گیا وہاں سے بھی لے کے کچھ اسباب
کر لکا آیا [illegible] نواب

ہم غلامی میں ہیں تیرے حاضر
اب نہ خدمت سے ہوویں گے قاصر

لایا صاحب جنا [illegible] دوڑ کر
آیا آپ اس سے [illegible]

صاحب انگریز [illegible] سے اکثر
ٹھیک لگے لڑنے مرنے [illegible]

مارے بھاگوں کو فوج نے لوٹا
مرتوں میں بھی ایک بھی نہ چھوٹا

تھا بہادر وہ [illegible] جنگل بھی
وہیں [illegible] بھاگے وہ جنگل بھی

جو کوئی [illegible] وہ تھے کم
سو صاحب کو [illegible]

[illegible] اس کے جوان [illegible]
اب بھی وہ [illegible] چال ہوا

[illegible] ایک بارہ بہلو سے ماری
صف [illegible] حریف کی ساری

غارت از بسکہ لشکری لاۓ
[illegible] پاۓ

وہاں [illegible] اٹھا شب
بعد دو چار پہر [illegible] شب

کہ [illegible] بیان سے جاوے
[illegible] عاجزوں سے آوے

[illegible]
[illegible] موجود مارے مرنے

چاہتا تھا [illegible] کو مارے
[illegible] مارے

لشکری سب [illegible]
[illegible]

وہ جو بھاگا تھا [illegible] پیش
[illegible] پیش

جو کی راہ سے کیا تھا پیغام
ہم ہیں نواب کے کمینہ غلام

ذات نواب سے [illegible] عزت
کہا صاحب کو [illegible] عزت

لاش پر لاش [illegible]
[illegible]

[illegible] بیٹھا [illegible]
آگے [illegible]

بندہ [illegible] جو تھا
سے صاحب امیدوار تھا

حریت اپنی جا کے [illegible]
پاس [illegible]

[illegible] نکال دیا
[illegible] نکال دیا

[illegible]
[illegible]

لطف کر [illegible] امیدوار [illegible]
[illegible]

[illegible] باد
[illegible]

[illegible] امداد
[illegible] آزاد

پیچھے سردار تھا پٹھانوں کا
دیکھا جاتا جو اُن نے جانوں کا

عاقبت اس کو باندھ کر بھیجا
لکھا پلٹن سے لکھنؤ لے جا

[illegible]

جب کہ میرے غزل لکھا ... ہم غزل ریختے کا اور یکے تو تشبیہ گزری
لذت شوخی میں ... رفتہ وار رفتہ اولکام گزری

ایک دل بھی نہ اوس کے الغو بکھی
رہ سکا مجھکو پہ پیر کف ماری

[illegible]

جمع تھا کل سو پریشاں ہیں
وہ گئے ہیں سو جو پریشاں ہیں
جب سے [illegible] کے بیٹھے نہ شام
آپ کی [illegible] پیام و سلام
[illegible] صبح آج کل ہو آوے
[illegible] جلی جلی ہو آوے
[illegible] اب بال [illegible] ہوا ہے
[illegible] کچھ [illegible] ہے تو اب
سال آتا رنج کا تھا مجھ کو خیال
[illegible] ۱۲۰۱
[illegible]
[illegible] ۱۱۸۹
۳۰
۹۰/۱۲/۰۹ ہجری

میر کوئی غزل کہو اب تم
لذّتِ شعر میں رہو خود گم

غزل

رنج کے اُس کے جو خبر گزرے
رفتہ وارفتہ اُس کا مر گزرے

ایک پل بھی نہ اُس سے آنسو تھمے
روتے مجھ کو پہر پہر گزرے

[illegible] آنکھوں سے [illegible]
جان میرے وہ بھی [illegible] گزرے
[illegible] غیروں کو [illegible]
[illegible] بیٹھا ہے [illegible] گزرے
راہ جاناں سے [illegible]
جان ہی سے کوئی [illegible] گزرے
غنچہ [illegible] سے آج آنکھوں کے
سب ہی سے اس [illegible] گزرے
سر کو جانا ہی ہے تو [illegible]
[illegible] اس کی راہ سے گزرے
[illegible] یاد درد
[illegible] اس [illegible] تمام
گزرے

[illegible]

دستہ [illegible] روشن اندر [illegible] کے آب [illegible] یا کا [illegible] جا چھوڑ [illegible] یا بعد

[illegible] الیسے [illegible] کعبہ [illegible] روشنان دو دو [illegible]

از فقیر تقی میر

ہولی کھیلا آصف الدولہ وزیر
رنگ صحبت سے عجب ہیں خورد و پیر

زعفرانی رنگ سے رنگیں لباس
عطریاں سے مہکیں ہیں گل کی سی باس

وہ چراغاں اگرچہ تھی دریا کنار
تھا تماشائی کنارا تا کنار

ایک عالم کو رنگ تھا دوار
رات دن بھی ادائی ڈنڈکی کے دوار

ایک دیکھی تیغیں یاراں
گو بہار تھا صورت یاراں

جشن نوروزی کا اہل ہند سب
یہ ہی تب ہیں جو عشرت پیدا اب

رنگ افشانی سے پڑتی تھی بہار
رنگ باراں تھا مگر ابر بہار

راہ میں مرد لوگ سب بازار تھے
روشنی کے کوچہ و بازار تھے

ان دنوں کے عکس سے دریا کا آب
آئینہ کی طرح کی رکھتا تھا آب

پیشہ پیشہ رنگ صرف دوستاں
صحن دولت خانہ رشک بوستاں

مرغ گلشن گل کی رنگوں آگو جاں پھول
بیٹھتے تھے پاس سے آ کر جیسے پھول

اس روش کی دھوم کا ادھم تھا
گرم بیٹھنا ہنگامہ سے بھی گرم تھا

سو اتنک کیا کیا ان آسے درباں
پکھنو کا سوانگ تھا سارا جہاں

کتنے چوبیں بن کے جو بھرواں ہے
پانی میں شکوں کے رہتے ہی ہے

اس چمن سے باغ ہر گل سرخ و زرد
بہت گل پھار پر سے وہاں آگے گرد

نقشہ جو کیا اڑتے تھے گلال
جیسے گلستان کر کے ہوا ہے لال

ایک روز بہت ایسے کا عالم ہے بہار
دیکھ لو جس کس کا دم ہے بہار

یہ کیسی کس انگلے وامن ہوا
ہاتھ کے رنگوں جنوں کا تھا کنار

منعکس تھی جو چراغاں رنگ رنگ
ایک وسعت تھی ہو پیدا ہم جنگ

پھول گل آویں نظر دیکھو جدھر
لالہ صحرا سب باغ نظر

ایک گل ملوا ں آتش تھی عیاں
تھی ہوائی گرد تا چرخ اثیر

ہیں جہاں دریا کے پانی وہ طرف
کیا چراغاں آسماں کے ہو طرف

ہاتھی آئے گروہ بیر ساں
جیسے چلتے جواں ہوں ابر سے

کیا ہوائی چھوٹنے کا ہے بیاں
دود جیسے بنا ہوں عیاں

دستہ دستہ رنگ میں بھیگے جواں
جیسے گلدستے تھے جوؤں پر رواں

روشن الدولہ نے کی تھی روشنی
کب ہوئی تھی لیکن ایسی روشنی

تھا جہاں تک آب دریا کا بہاؤ
واں تلک تھا اس چراغاں کا دکھاؤ

جا ہی جو ہی چھوڑتا ہے یاد بو
روشناں ذو ذوانب تھے نمود

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کچھ چھوٹے ایک روشن تھے جھاڑ
دو طرف جس دھوم سے جھڑتی ہو باڑ

اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے
ناگہاں جوں ہو وہیں تارے ٹوٹتے

دیکھی جاتی تھی چراغاں آب میں
شعلے تھے ہر دو کے پیچ و تاب میں

ہر دو جانب چھٹ گئے ناری انار
گل فشانی سے اونھوں کی تھی بہار

ماہتابی ایک طرف سے جو دغی
چاند سا نکلا ہوئے حیران سبھی

آفریں صناع کو لوگ آفریں
کیا لگایا باغ آگ کا غیرتیں

گل کتر کر پھول گل ہی کر دئے
رنگ تارے کاغذوں میں بھر دئے

متصل تو ہیں ستاروں کی دغیں
لوگوں کی آنکھیں فلک سے جا لگیں

دیکھیاں کیا کیا نہ شعلہ خیزیاں
تھیں ہوا میں سے ستارہ ریزیاں

نذر کو نواب کی اہل فرنگ
لے کے آتش بازی آئے رنگ رنگ

عرصہ گل ریزی سے گلشن ہو گیا
چرخ ان تاروں سے روشن ہو گیا

داغیاں تو ہیں ہوائی ایک بار
پھیلے تارے آسماں میں بے شمار

کیا ہوائی باد میں اس سر آگئی
تارے ساونوں کے سے من بھیلا گئی

کیا ہی آتش دستیاں دے کر گئے
شعلوں سے پانی کی لہریں بھر گئے

رحمت اے آتش زناں کیا لاگ ہے
دیکھا طرف آب دریا آگ ہے

کہہ غزل اب میر رنگیں تر کوئی
سن کے ہو محظوظ جس کو ہر کوئی

لالہ کنار دریا نکلے ہے کب زمیں سے
اُٹھتی نہیں ہیں آنکھیں دیکھو اُدھر کہیں سے

بالیدگی سے پہنچے گل آدمی کے سر تک
ہو واں تو رنگ پہنچے جیب اور آستیں سے

خوش رنگ تر ہے ہر گل رخسار سے پری کے
صد برگ واں طرف ہے خورشید کی جبیں سے

مو بہ مو پہ عبیر عاشق اصرار سے ملے ہیں
کب ہاتھ کھینچے ہیں معشوق کی نہیں سے

صندل بھری جبیں سے کیا صبح چہرہ ہوئے
اُس قطعۂ چمن کے محبوب شب نشیں سے

گیسو گلال منہ پر خوباں کے مل رہے ہیں
اُلجھے ہیں بات گیسو گیسو کے تار زیں سے

جب میر جان دینا ہو سر بدے ٹھہرا
تب خوف کیا بتوں کی پیشانیوں کی چیں سے

کہتے ہیں جو غم ہزاری بر بحر
سو ہے دل میں ایک بڑی ڈھونڈ کر

[illegible]

شعر دو دو طرح سے کہتا ہوں چار
وردی بزبگری نہیں اپنا شعار

ورد ہے شائستہ قول ابریزی کا بیاں
بلکہ بات ہے بڑا آدینی کا بیاں

میں پڑھوں ہوں اس کے آگے شعر کہہ
اپنے ہاں گویا بڑا نفس ہے یہ

بکروں کی داڑھی سے تئیں جانے ہیں سب
تکمہ ریشمی بکری کی ہے بوالعجب

رنگ سر سے پاؤں تک اس کا سیاہ
چکنی ایسی جس پہ کم ٹھہرے نگاہ

چار پستان اس کے آگے دیدہ ہیں
دو جہاں بھرتے ہیں دو ہیں چیدہ ہیں

TABLE OF CONTENTS

PORTRAIT OF THE POET—"MIR"

" MASNAWIYYAT-I-MIR, BA KHATT-I-MIR ".

(1213 A.H.)

1799 A.D.

This manuscript is unique. There was no vestige of any extant hand writing of Mir, the greatest Urdu *ghazal* writer. The four poems are in the original hand-writing of Mir, as proved by the internal evidence furnished by the colophone in more than one place, the texture and condition of the paper, the ink used and the style of penmanship. The masnavi ***" Jang Namah "*** (composed in 1209 A.H.) describing the battle of Rohillas and Nawab Asafuddaulah is not found in the current ***kuliyats*** of Mir. It was first published from a copy of the ***masnawi*** in this manuscript. It is hoped that this publication would commend itself to lovers of Urdu literature generally, and admirers of Mir, particularly.

I am grateful to Maulana Abul Kalam Azad for contributing a Foreword. Professor Masud Hasan Rizavi, of Lucknow, has been of assistance to me in preparing the manuscript for the Press and my thanks are due to him.

Popes Villa,
Nainital, U.P.
1955.

Ram Babu Saksena.

First Edition
Price

PRINTED AT THE
RAMA PRINTING WORKS
DELHI.

MASNAWIYYAT-I-MIR, BA KHATT-I-MIR

(Reproduced from the original handwriting of the four poems of Mir.)

WITH A FOREWORD

By

MAULANA ABUL KALAM AZAD

BY

Dr. RAM BABU SAKSENA

D. Litt. (honoris causa.)

MEMBER, SAHITYA AKADEMI, INDIA

Published by

DHOOMI MAL DHARAM DAS

CHAORI BAZAR, DELHI.

1956